رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

ہندہ مالک غیر سے سات روپے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

Digtized by Khilafat Library

جلد ۵ | یکم ستمبر ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۱۳ - ذیقعدہ ۱۳۳۵ ہجری | نمبر ۱۸

مدینۃ المسیح

شاد باش اے کوہ شملہ شاد زی
"فضل" سویت میہماں آمدہ ہے

انہی کالموں کے ذریعہ حضرت امام اولوالعزم سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی (نفسیب اعدا) علالت طبع کی اطلاع احباب تک پہنچائی جاچکی ہے۔ ایام علالت میں باوجود طبیعت ضعیف ہونے کے اکثر حضور نے مسجد مبارک میں نمازیں پڑھائیں۔

اطباء اور ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ حضور تبدیل آب ہوا فرمائیں کہ صحت بحال ہو۔ میں جماعت شملہ کے اخلاص کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انہوں نے حضرت کا ارادہ کسی پہاڑ پر جانے کے متعلق معلوم کرتے ہی اپنے مقامی سکرٹری صاحب کی معرفت حضرت امام کی خدمت میں گذارش کی کہ حضور شملہ پر تشریف لائیں۔ بلکہ جیسا ہمیں معلوم ہوا ہے اسی پر بس نہیں کی فرداً فرداً بھی حضور کی خدمت میں خطوط لکھے۔ میں تو اسی جماعت کے اخلاص کی کشش ہی کہونگا کہ باوجود یکہ ارادہ ڈلہوزی پر جانیکا تھا جس کے متعلق خط و کتابت کے ذریعہ قریباً فیصلہ بھی ہو چکا تھا۔ حضور ۳۰۔ اگست کو شملہ پر تشریف لیگئے۔ ۲۴۔ اگست کا خطبہ جمعہ جو حضور نے باوجود سخت نقاہت اور بخار کے جماعت کو فتنوں سے بچنے کے لئے ارشاد فرمایا وہ عنقریب شائع ہوگا۔ ۲۹۔ اگست کو بعد نماز مغرب حضرت نے مسجد مبارک کی چھت پر ایک تقریر فرمائی جس میں اپنے سفر کے وجوہ اور ایام غیبوبت میں جماعت قادیان کے انتظام کے متعلق ہدایات بیان فرمائیں۔ عام انتظام جماعت قادیان کے لئے حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے کو امیر اور امام صلوٰۃ حضرت قاضی امیر حسین صاحب کو مقرر فرمایا۔

۳۰۔ اگست ۸ ½ بجے صبح حلقہ خدام میں بیت سے نکلے ڈاکٹر عبد اللہ صاحب کے مکان کے آگے سے گذر کر بہشتی مقبرہ میں مزار مسیح موعود پر حاضر ہوئے۔ حضور نے بمعیت جمیع خدام حضرت احدیت میں دعا مانگی بعد فراغت مہمان خانہ میں سے گذر کر بیرون قصبہ پیدل اسی ہجوم میں تشریف لے گئے۔ میاں معراج الدین صاحب کے تکیہ کے آگے گذر کر سواریاں موجود تھیں۔ حضور نے تھوڑے سے خدام نے مصافحہ کیا حضور تانگہ پر سوار ہوگئے۔

اہلبیت کے علاوہ حضور کے ساتھ جناب صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عزیز عبد السلام صاحب۔ جناب ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی۔ مولوی عطا محمد صاحب۔ ملک محمد خاں صاحب غزنوی وغیرہ گئے ہیں۔

جناب نیر نے ہم سے قول و قرار تو کئے ہیں۔ گر ہمیں ضرور ہی

کوائف سے اطلاع فرماتے رہیں گے۔ جس سے امید ہے کہ انشاء اللہ ہم اپنے ناظرین کو خوش وقت کر سکیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کی صحت کو بحال اور ارادوں کی تکمیل فرمائے آمین

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈاک کے متعلق پوسٹ ماسٹر صاحب قادیان کو ہدایت ہو چکی ہے کہ حضرت کی ڈاک شملہ بھیجی جائے۔ مگر تاہم احباب کی اطلاع کے لئے پتہ لکھا جاتا ہے۔

"حضرت خلیفۃ المسیح۔ سپیرن ہاؤس۔ ٹوٹی کنڈی شملہ"

Sperin House
Tuti Kundi, Simla

اخبار احمدیہ

ایک فوجی لفٹنٹ کا "قبول اسلام"

یہاں ایک اخبار میں ایک مضمون تائید اسلام میں نکلا تھا جس کو پڑھ کر چند اصحاب نے سلسلہ خط و کتابت شروع کیا۔ انہیں میں سے ایک صاحب لفٹنٹ فرگسن صاحب بہادر ہیں۔ جنہوں نے اسلام قبول کر کے اپنا نام عبد الرحمٰن پسند کیا ہے۔ یہ صاحب کسی میدان جنگ میں پنجابی مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمن کا مقابلہ کرتے رہے ہیں اور تب سے انہیں اسلام کا بہت شوق تھا۔ اللہ تعالیٰ استقامت فرما دے۔ نماز عید الفطر لنڈن میں راقم نے اسلامک سوسائٹی کے زیر انتظام صوفی ہاؤس میں پڑھائی بعد نماز انگریزوں کے ایک مجمع میں تائید اسلام پر تقریریں ہوئیں۔ جن کو سامعین نے بہت دلچسپی سے سنا۔

مفتی محمد صادق عفی اللہ عنہ
۲۵۔ جولائی ۱۹۱۷ء
4 Star Street
London W2
(England)

کوئی صاحب جواب حاصل کریں

کوئی صاحب انجمن نصرت الاسلام

بمبو بازار۔ بنگلور چھاؤنی کے نام اخبار جاری کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

احمدیہ ہوسٹل لاہور کے طلباء مطلع ہوں

ہوسٹل کے لئے نیا مکان لیا گیا ہے۔ جو ریلوے اسٹیشن سے قریب ایمپرس روڈ پر واقع ہے زیادہ آسان پتہ یہ ہے کہ ایمپرس روڈ اور نکلسن روڈ کے مقام اتصال یا چوک کے جنوب مغرب میں بر لب سڑک پہلا مکان ہے جو Sunny Views یا سردار دیال سنگھ کی کوٹھی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کوٹھی میں بالفعل بجلی کی روشنی موجود نہیں۔ لیکن اس کے لگوانے کا انتظام مالکان نے کر دیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ بجلی کمپنی کی طرف سے کچھ روز دیر لگے۔ اور روشنی کا دوسرا انتظام کچھ روز کے لئے کرنا پڑے اس لئے احتیاطاً لکھ دیا گیا ہے کہ بہت مناسب ہوگا اگر طلباء آتے وقت ایک ایک لیمپ کا عارضی انتظام اپنے ساتھ رکھیں۔

"تلاش ہوسٹل کی سرگردانی سے بچنے کے لئے زیادہ آسان" ہوگا کہ مستری محمد موسیٰ صاحب کی نئی دوکان سے آدمی ساتھ لے لیا جاوے اگر ہمارے ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ بھائی محمد حسین صاحب دو تین روز پہلے یہاں تشریف لے آویں تو طلباء کو ہر طرح کی سہولت و آرام کا باعث ہوگا۔ اور مناسب انتظام کر لئے جا سکیں گے۔ (محمد حسین قریشی۔ لاہور)

نماز جنازہ

سید محمد طفیل صاحب گوکھووال ضلع لائل پور سے مہر الٰہی بخش صاحب کے ۵ اگست کو فوت ہونے کی اطلاع دیتے ہیں مرحوم بہت معمر۔ تمام گاؤں کے واجب التعظیم۔ بڑے مخلص اور چندہ دینے میں بڑے وسیع حوصلہ تھے۔ میاں مولا بخش کے برادر زادہ ڈاکٹر جان محمد ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع سیالکوٹ فوت ہو گئے نیز برادر خدا بخش صاحب ساکن ودووالی کی والدہ فوت ہو گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون احباب نماز جنازہ پڑھ دیں۔

ہوم رول

کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ایک مضمون تحریر فرما رہے ہیں جو انشاء اللہ عنقریب شائع ہوگا۔

بوجہ ایڈیٹر صاحب کے رخصت پر جانے کے تا اطلاع ثانی الفضل کی تمام تر ترتیب و تہذیب اسسٹنٹ ایڈیٹر کے ذمہ ہے۔

(خاکسار مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی)

ہنگامہ یورپ

دشمن کا سخت جوابی حملہ ناکام رہا۔ لندن ۲۸۔ اگست دریائے میوز کے داہنے کنارے پر بومانٹ کی جنوبی سرحد پر دشمن کے ایک سخت جوابی حملے نے ہم کو یہاں باہر کرنے کی کوشش کی ہماری آتشباری نے اس کوشش کو بار ور نہیں ہونے دیا اور ہم اپنے مفتوحہ مقامات پر قابض ہیں۔ ۲۶۔ ماہ حال کو ۱۱۰۰ سے اوپر قیدی غیر مجروح گرفتار ہوئے جس میں ۳۲ افسر بھی ہیں۔ دشمن کے تین آلات ہوائی گرائے گئے اور چار قابو سے باہر ہو کر اپنی لائنوں میں جا گرے۔ ہم نے آلات ہوائی اور ان کی اقامت گاہوں پر بہت سخت بم بازی کی۔

برطانی سپاہیوں کی شاندار کامیابیاں۔ لندن۔ ۲۷ اگست۔ جنرل ہیگ ۲۲ کو برطانی بہادر افواج کے دلی شکریہ کا جواب دیا برطانی سپاہیوں نے گذشتہ چند دنوں میں پھر فلانڈرس اور لنس میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ یہ وہ دن کے سپاہیوں کی دلدہی کرینگے جو جنگ کے فاتحہ اختتام کی خواہش اور استقلال میں اتحادیوں کے ہمخیال ہیں۔

قابل اطمینان کامیابی۔ ۲۷۔ اگست۔ آج شب کو سر ڈگلس کا کمیونیک مظہر ہے کہ تمام دن بارش برستا رہا سہ پہر کو ہم لنگ مارک کے مشرق اور جنوب مشرق میں حملہ کیا۔ پہلی اطلاعیں قابل اطمینان کامیابی کا اظہار کرتی ہیں۔ لنس کے شمال میں ہم نے حملہ آوروں کو بھگا دیا۔ ہمارے آلات ہوائی نے دشمن کی بندوقیں سامان رسد رسانی اور پیدل سپاہ پر حملے کئے اور دیکھ بھال کر کے کلدار توپوں کا منہ دشمن کی طرف کر دیا۔ دشمن کے ہوائی جہاز بھی سے حملہ کرتے تھے۔ ہم نے چار آلے گرا لئے اور ۳ کو بھگا دیا ہمارے دو آلے غائب ہیں۔

آسٹریوں کی بیجگری۔ لندن ۲۵ اگست۔ اطالوی نامہ نگار اطلاع دیتے ہیں کہ آسٹروی بہت بیجگری سے سپاہ محفوظ بھیج رہے ہیں تاکہ بین سزا کی سطح مرتفع پر ہماری ترقی کو روک دیں۔ غالباً گوریزیا کے شمال مشرق میں توپوں اور سپاہیوں کو بچا کر لیجانے والے ہیں۔ جن چھوٹے جہازوں نے ۱۹۔ اگست کو ویسٹ پر گولہ باری کی تھی انہیں ہم برطانی جہاز بھی تھے جنہوں نے ۱۲ میل کے محاذ پر ۱۵۔ انچی گولے برسائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان یکم ستمبر ۱۹۱۶ء

کوئی نبی کیوں نہ آئے؟

نمبر ا

ہمارا مخالف نہیں۔ حق کا مخالف۔ جس وقت ہم سے ایک نبی کی بشارت سنتا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ اس بشارت کو بشارت سمجھے۔ یا کم از کم ایک اہم بات سمجھ کر اس پر غور و فکر کرنے اور اس کی کنہ اور حقیقت کے معلوم کرنے کے لئے اپنے دماغ کو مجبور اور دل کو آمادہ کرے فوراً سننے کے ساتھ ہی اس کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ یہی ہوتی ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا یہ جواب کہاں تک اپنے اندر وا فلسفہ رکھتا ہے ہاں اسی کا ظاہر کرنا اسوقت ہمارے پیش نظر ہے۔

ہمیں کہا جاتا ہے۔ اور زور سے کہا جاتا ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ مگر ہم حیران ہیں کہ یہ کیا جواب ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کیوں نبی نہیں آسکتا۔ جواب ملتا ہے کہ اب نبیوں کی آمد کی ضرورت نہیں رہی ہم نبیوں کی آمد کے منکروں سے پوچھتے ہیں کہ کیوں ضرورت نہیں رہی۔ کیا خدا کی مخلوق ہدایت پا چکی کیا تمام دنیا عدل و قسط سے پر ہو چکی، کیا تمام ابنائے آدم کے قلوب نیکی۔ خدا پرستی۔ تقوی اللہ سے معمور ہو چکے۔ اگر یہ بات نہیں بلکہ تمام دنیا تو بجائے خود رہی۔ وہ قوم جو اپنے تئیں فخر اولین و آخرین کے دامن سے وابستہ سمجھتی ہے بھی پاک اور صاف نہیں اور اس کا اکثر بلکہ بیشتر حصہ ان خرابیوں میں پاگل ہے جن سے دنیا کو نکالنے کے لئے ان کو مامور کیا گیا تھا۔ تو کیا اب بھی کوئی نبی نہیں آنا چاہیے تھا؟

پھر وہ کونسی بدی ہے اور کونسی بد روی جو اس زمانہ میں موجود نہیں۔ کیا اگر عہد ماضی میں صرف اس بنا پر قوم ثمود۔ صالح نبی کی تربیت کی محتاج خدا کے نزدیک سمجھی گئی کہ اس نے عیش و تنعم کی زندگی بسر کرنے کے لئے نرم اور ہموار زمین پر محلات اور قلل کوہ پر کوٹھیاں تعمیر کر کے خالق اسباب تعیش و تنعم خدا کو طاق نسیاں پر رکھدیا تھا۔ واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد و بوأکم فی الارض من سھولھا قصورًا و تنحتون الجبال بیوتًا۔ فاذکروا آلاء اللہ ولا تعثوا فی الارض مفسدین (۷-۲۷)۔ تو آج اس انگلیوں پر گنی جاسکنے والی قوم کے افراد کے مقابلہ میں کیا طبقہ ارض کا نمایاں حصہ اس صفت سے متصف نہیں۔؟

جب ہے اور پہلوں سے بڑھ کر ہے تو کیا وجہ ہے کہ آج کوئی نبی نہ آسکتا؟

پھر اگر کبھی قوم کا شرک کے ظلماتی غار میں پڑ کر ایک حی و قیوم قادر۔ مقتدر۔ رحمن و رحیم خدا کے ساتھ بے شمار پتھریلے۔ ناتوان۔ کمزور معبودوں کو ملا دینا غیرت خداوندی کو جوش میں لایا کرتا تھا جس سے خدا تعالی ایک نبی مبعوث فرما کر ان لوگوں کے باطل معبودوں کی معبودیت کو باطل اور پاش پاش کر دیتا تھا۔ اور پھر آج سے تیرہ صدیاں پیشتر سرزمین عرب اور اس کے ماحولہا کو شرک سے معمور پا کر آدم کی اولاد میں سے سب سے بڑے اور سب سے معظم و مکرم انسان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا کرتا ہے "تا وہ خانہ بیت عتیق کو رجس اوثان سے پاک کرے۔ اور شرک کی سرزمین کو توحید کا مرکز بنائے۔ تو آج جبکہ وہی شرک جس کی شان ہے ان الشرک لظلم عظیم (۲۱-۱۲) دھڑلے سے ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ اور اب تو نہ صرف پتھریلے معبودوں کی ہی پرستش کی جاتی ہے۔ بلکہ کوئی قسم شرک باقی نہیں چھوڑی گئی انسان کو خدا بنایا جاتا ہے۔ حرص و آز کے آگے گردنیں خم ہو رہی ہیں۔ اور سیم و نقرہ کو سجدہ کئے جا رہے ہیں۔ اور یہ مرض شرک کچھ ایسا عالمگیر ہے کہ جس کی حدود کا تعین بھی نہایت مشکل ہے۔

تو جب ایسی حالت ہے اور ایسا نازک وقت ہے تو کیا نہ خدا کسی مسیح نبی اللہ کو بھیجتا۔ جو ان مہلک امراض کا مناسب علاج بتاتا اور ہستیوں کو اپنی مسیحا نفسی سے ان امراض سے پاک و صاف کر دیتا

اگر پہلا زمانہ صرف اتنی بات پر کسی نبی پانے کا مستحق ہو جاتا تھا کہ کچھ لوگ تولنے اور ماپنے میں کمی کیا کرتے تھے۔ یعنی دیتے تو کم دیتے اور لیتے تو زیادہ۔ تو آج جبکہ کم تولنے اور کم ناپنے کی وہ گرم بازاری ہے کہ دینے والے کو محسوس ہی نہیں ہوتا کہ میں نے کم دیا۔ بلکہ وہ اس کو اصول تجارت بتاتا ہے تو تم بتاؤ کہ یہ بدقسمت زمانہ اس بات کا مستحق نہیں کہ کوئی نبی اپنے قدم میمنت لزوم سے اس زمانہ کو بھی مبارک بنائے۔

اور اگر گذشتہ زمانہ میں ایسی قومیں جن کا قول یہ ہوتا تھا کہ ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیا وما یھلکنا الا الدھر (۴۵-۲۰) یہ زندگی تو صرف دنیا تک ہی محدود ہے۔ بس ہمیں مر کر رہجائیں گے اور ہمکو زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔ تو آج ایک قوم نہیں تمام اقوام میں ہزاروں ہزار انسان موجود ہیں جو خدا کے وجود تک سے منکر ہیں۔ اور کہتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ کیسا خدا؟ کہاں کا خدا؟ یہ سب جہلا کے توہمات ہیں۔ دوزخ ہے نہ جنت۔ اعمال کی جزا ہے نہ سزا۔ ہمیں زمین کے خمیر سے [illegible] ہیں۔ اور آخر کار خشک ہو کر اسی زمین میں مل جائیں گے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ شاعر نے تو یہانتک غضب ڈھایا کہ کہدیا ؎

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

اور یہ عارضہ دہریت کسی خاص قوم۔ خاص گروہ۔ خاص ملک تک محدود نہیں بلکہ تمام اقوام اور تمام زمینوں میں اس قسم کے لوگ بکثرت پائے جاتے ہیں جو خداوند کریم کی ذات پاک کے صریح منکر اور خدا کی ہستی کے ماننے کو جاہلانہ خیالات کا نتیجہ بتلاتے ہیں۔

جب یہ حالت ہے تو کیا یہ ضرورت نہ تھی کہ کوئی کلیم اللہ آتا اور لوگوں کو بتلاتا کہ تم کہاں بھٹکے جا رہے ہو۔ خدا تو موجود ہے۔

ہمارا کامیاب مشن لنڈن میں

انھیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

حقائق سے بیگانہ قوم ہمیشہ الفاظ پرستی کے مرض میں مبتلا دیکھی گئی ہے۔ لیکن وہ گروہ جس کی شیرازہ بندی کسی آسمانی آدمی نے کی ہو اس کا معیار قابلیت ہمیشہ جدا ہوتا ہے۔ وہ محض کتابوں کے صفحے چاٹ جانیکا نام علم نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کی نظر میں علم کیا ہے؟ بقول حضرت مسیح موعود ؑ

علم آں بود کہ نور فراست رفیق اوست
ایں علم تیرہ را بہ پشیزے نمی خرم

امید ہے کہ قاضی صاحب کا یہ مضمون توجہ سے مطالعہ کیا جائیگا۔ (اسسٹنٹ اڈیٹر)

دُنیا میں کوئی صادق نہیں جس کی مخالفت نہ کی گئی ہو پس ہمارے مفتی صاحب جن کا نام نامی ہی یہ شہادت دے رہا ہے کہ محمد صادق ہے۔ اور جو ایک صادق کے غلاموں میں سے ہیں۔ ان کی مخالفت کیوں نہ ہوتی ضرور تھا کہ ایسا ہو۔ تا جو ہمارے سلسلہ میں نہیں ان کے برسر ناحق ہونے پر ایک بینہ قائم ہو۔

ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ زمیندار کا پرانا رویہ سیاسیات میں مسلمانوں کو مس لیڈ کرنے والا تھا۔ اسی کے عملہ کے ایک جزو مولوی عبداللہ العمادی ہیں۔ آپ آجکل الصباح کو اڈیٹ کرتے ہیں۔ اس میں آپ نے ایک نوٹ جناب مفتی کے "امن سلام" کی نسبت لکھا ہے جو بادشاہ سلامت نے اپنی ہندی رعایا کے ایک ممبر کا از راہ عنایات خسروانہ لیا۔ عمادی صاحب اسپر یوں پھبتی اڑاتے ہیں۔

"دنیا اگر کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جسے عذاب آخرت سے نجات مل گئی ہو۔ اور آتش دوزخ کا اب اسے کوئی کھٹکا نہ رہا ہو۔ تو مفتی محمد صادق کو دیکھئے جنھیں خاص قیصر ہند کا "سلام" حاصل ہوا ہے۔"

ان فقرات کا لکھنے والا اگرچہ بڑا ہوشیار اور تجربہ کار اخبار نویس ہے۔ مگر پھر بھی وہ اپنے ان جذبات حقارت کو جو وہ موجودہ حکومت سے رکھتا ہے چھپا نہیں سکا وما تخفی صدورھم اکبر۔ ہمیں افسوس ہے کہ محمد علی کے نادان خادم نے اس نوٹ کو بحیثیت مدیر پیغام اخبار پیغام صلح میں لے کر ان خیالات فاسدہ ومعتقدات کاسدہ سے اتفاق ظاہر کیا ہے جن کی تردید کے لئے اس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد مخصوص ہیں اور یوں خواہ مخواہ اپنی پوزیشن کو خطرے میں ڈال لیا ہے۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ہمارے اور پیغام والوں کے موجودہ افتراق کے زبردست وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان کے سیاسی خیالات وہ نہیں جو حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے مطابق ایک احمدی کے ہونے چاہئیں۔ شہنشاہ ہند اگر سلام قبول فرمائیں تو ایک وفادار شہری کا اظہار مسرت بالکل بجا ہے۔ اور جتنا فخر کیا جاوے کم۔ اور اسپر یوں زہر پاشی جو کہ اڈیٹر الصباح اور اس کے تتبع میں پیغام و اخبار مدینہ بجنور نے کی ہے۔ لائق صد نفریں ہے۔ اور ہم علی الاعلان اس سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں ولا نتبع سبیل المفسدین

(۲)

اڈیٹر الصباح کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ مفتی صاحب نے اپنے نام کے ساتھ عفی اللہ عنہ[1] لکھا ہے اور یہ غلط ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ وہ عربی نہیں جانتے اور جو شخص عربیت پر عبور نہ رکھتا ہو وہ حقائق اسلام کو علی وجہ البصیرۃ خود ہی نہیں سمجھ سکتا۔ دوسروں کو کیا سمجھا جائیگا۔

[1] عفا اللہ عنہ۔ اور عفی اللہ عنہ میں محض رسم الخط کا اختلاف ہے جو قابل توجہ اہل نظر نہیں۔ پڑھنے میں یکساں معنی ایک۔ ہم نے تو بڑے بڑے بزرگوں کو السلام وعلیکم اور عیدالفطر لکھتے دیکھا ہے جو حقیقت میں ایک غلطی ہے۔ (اکمل)

اس کے جواب میں عرض ہے کہ محض عربی دانی حقائق فہمی اسلام کی ضمانت نہیں۔ ورنہ ضرور تھا کہ ابو جہل اور اس کے بھائی جن میں بڑے بڑے زباندان شاعران فصیح البیان طلیق اللسان تھے سب کے سب داخل اسلام ہو جاتے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کرتے حقائق اسلام کے لئے تو خدا کے مامور کی صحبت شرط ہے جو عمادی صاحب اور ان کی برادری کو حاصل نہیں اور ہمارے مفتی صاحب کو حاصل ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ یورپ میں نشر اسلام و اعلائے کلمۃ اللہ العلام کا شرف حضرت مسیح موعود نبی اللہ کے خدام ہی کو حاصل ہوا نہ کہ کسی مدعی عربی دانی کو۔

باوجود اس کے میں کہتا ہوں کہ اگر عمادی صاحب کو اپنی عربی دانی و قرآن فہمی پر اتنا ہی غرور ہے۔ تو میدان میں آئیں۔ اور اپنی علمیت و قابلیت کے جوہر دکھائیں کوئی آیت قرآنی قرعہ اندازی سے منتخب کر لیجائے اور اس کی تفسیر آپ اور مفتی صاحب شائع کریں۔ پھر پبلک خود فیصلہ کریگی کہ عربی کا کون عالم حقائق آگاہ ہے۔ اور قرآن شریف کی تفسیر میں کس کو دستگاہ۔ اگر مفتی صاحب کے دور ہونے کی وجہ سے ایسا ہو نہیں سکتا تو لاہور میں ہمارے مولنا غلام رسول فاضل راجیکی ہیں۔ ان کے مقابل پر پہلو بہ پہلو بیٹھ کر آپ تفسیر لکھیں۔ میں امید کرتا ہوں عمادی صاحب ضرور میدان میں آئیں گے اور منہ نہیں چھپائیں گے۔

اور ولایت کا فیصلہ یوں کر لیجئے کہ آپ خواجہ صاحب کو "عالم فقید المثال" مان چکے ہیں۔ پس ان سے کہئے کہ ہمارے مفتی صاحب کے مقابل میں کسی آیت قرآنی کی تفسیر لکھ دیں یا کم از کم قرآن مجید کے ایک دو صفحے ہی صحیح پڑھ دیں کیونکہ بہر حال انھیں تم لوگ حقیقی مبلغ اسلام مانتے ہو۔ اگر عمادی صاحب ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی نہ کریں تو مجھے افسوس سے کہنا پڑیگا کہ انھوں نے باایں ہمہ دعویٰ ثقاہت نہایت ہی گرا ہوا اعتراض کیا۔ اور چھچھوراپن دکھایا جس کی ان سے توقع نہیں کیجا سکتی تھی۔

(۳)

تیسرا اعتراض اڈیٹر مساوات الہ آباد کی طرف سے ہے اسے

اعتراض تو نہیں کہنا چاہئے محض اپنے بخل و دنایت کا اظہار ہے۔ حیرت ہے جناب رقمطراز ہیں کہ اب معلوم ہوا مفتی صاحب فرقہ محمودیہ کے فرستادہ ہیں۔ اس لئے مفتی صاحب کی سفارت ایک مہمل چیز ہے۔ جس کیطرف قوم کو توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب کا مشن واقعی قابل امداد ہے۔

بھلا اس بزرگ سے کوئی پوچھے کہ تمہارے آگے کس سنفوست سوال دراز کیا۔ اور کب آپ سے التجا کی گئی کہ ہمیں چندہ دو معلوم ہوتا ہے ایڈیٹر مساوات نے مفتی صاحب کو بھی خواجہ صاحب سمجھا ہے جو اپنے مطاع دہادی کی وصیت کے خلاف غیر احمدیوں سے چندہ طلب کرتے پھرتے ہیں۔ ہم تو خدا کے فضل سے تمہارے ذرا بھی محتاج نہیں۔ اور اپنے وقار اور خدا کی بخشی ہوئی تمکنت کے خلاف سمجھتے ہیں کہ تم سے ایک کوڑی کے بھی روادار ہوں۔ اگرچہ ہم تعداد میں تھوڑے ہیں۔ مگر ہماری ہمتیں بلند ہیں اور عزم راسخ۔ کیونکہ ہم اس چشمہ سے آب حیات پینے والے ہیں۔ جس سے صحابہ کرام کو گھونٹ ملے۔ اور ہم اس گلستان کے مالک ہیں جسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آبیاری کے طفیل ہزاروں گلہائے سدا بہار کھلے۔ پس ہماری اسی حلال طیب کمائی میں خدا برکت ڈالیگا۔ ہم طیب کے ساتھ خبیث ملا کر بے برکتی نہیں کرنا چاہتے پس ایڈیٹر مساوات "ایک مہمل چیز" اور "توجہ کی ضرورت نہیں" کے ایسے فقرات کا ہم پر کوئی اثر نہیں اس سے لکھنے والے کی ہی دنایت طبعی کا ثبوت ملتا ہے۔ الحمدللہ کہ ہم غیر احمدیوں میں سے کسی کے احسانمند نہیں بلکہ ہمارا ان پر احسان ہے۔ اور اس وقت بھی مفتی صاحب اپنے خرچ پر انھیں رپورٹیں مفت بھجواتے اور کوائف لنڈن سے مطلع فرماتے ہیں۔ اگر کوئی اسلام سے اسقدر بیگانہ ہے کہ اسے کسی غیر مسلم کا اسلام قبول کرنا برا معلوم ہوتا ہے۔ یا اس خوشخبری کو اپنے اخبار میں چھاپنا نہیں چاہتا تو نہ چھاپے ہمیں اس کی مطلق ضرورت نہیں۔ ہمارا معاملہ خدا کے ساتھ ہے رپورٹیں جو شائع کی جاتی ہیں وہ محض بنعمت ربک فحدث کی ماتحت اور یہ دکھانے کے لئے کہ خدا کی تائید و نصرت ہمارے ساتھ ہے۔ باقی رہا یہ کہ یہ مشن خواجہ صاحب کے مقابل پر ہے۔ بالکل غلط۔ یوں کہنا چاہئے کہ خواجہ صاحب کا موجودہ مشن ہمارے مقابلہ پر ہے۔ ووکنگ میں سب سے پہلے لیکچروں کا سلسلہ شروع کرنیوالے بزرگ کا نام چوہدری فتح محمد سیال ہے جو حضرت محمود کا ایک خادم ہے۔ جو حضور ہی کی تحریک اور حضور ہی کے خرچ پر لنڈن گیا تھا۔ اس وقت خواجہ صاحب بھی احمدی مشن کا کام کرتے تھے چنانچہ اوائل میں انھوں نے وہ پیشگوئیاں شائع کیں جو حضرت مسیح موعود فرما چکے تھے۔ اور ان کی بھیجی ہوئی رپورٹیں اخبار بدر میں اب تک محفوظ ہیں۔ جن سے ان کے ارادے واضح ہیں۔ لارڈ ہیڈلے کی نسبت خواجہ صاحب نے خود مجھے لکھا۔ کہ اسے تو احمدی سمجھو اور درحقیقت میرا مشن تو یہی ہے کہ نومسلم احمدی بنیں۔ مگر بائی اینڈ بائی۔ آخر جب سنہری روپہلی اغراض کے ماتحت خواجہ صاحب نے اپنے معتقدات سے ارتداد اختیار کیا تو چوہدری فتح محمد سیال کو الگ ہونا پڑا۔ اور ہمیں اپنے سب سے پہلے قائم کئے ہوئے کامیاب مشن کی تائید کے لئے اپنے عزیز قاضی کو اور پھر پیارے مفتی کو بھیجنا پڑا۔ چنانچہ وہ کامیابی پہ کامیابی حاصل کر رہے ہیں اور خواجہ باوجود سخت مخالفت کے ناکام ہو رہا ہے۔ چھ ماہ گذرتے ہیں اس کے ہاتھ پر کوئی کلمہ طیبہ بھی نہیں پڑھتا۔ چہ جائیکہ اسلام لائے۔

فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

قابل توجہ جناب صاحب پوسٹماسٹر جنرل ڈاکخانجات پنجاب

ایک گذارش ہماری یہ ہے کہ قادیان سلسلہ احمدیہ کا مرکز ہے اور ہمارا سلسلہ تبلیغ و خط و کتابت ہندوستان سے باہر بیت سے ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔ ہمارا مشن لنڈن میں بھی کام کر رہا ہے۔ اس لئے ڈاک ولایت کے متعلق ہمیں بھی ایسی دلچسپی ہے جیسی کسی بڑے سے بڑے شہر میں ہو سکتی ہے۔ پس ڈاک ولایت کی روانگی کی موجودہ حالت کے تحت مقررہ تاریخ سے بذریعہ ڈاکخانہ ہمیں بھی اطلاع ہونی چاہئے۔ تاکہ ڈاک ولایت کے بھجوانے میں تاریخ کی غلطی سے ہمارا حرج نہ ہو۔ ہم نے ایک اخبار روزانہ میں بعد از وقت پڑھا ہے کہ ۲۸۔ اگست کو لاہور سے ڈاک روانہ ہو جائیگی۔ حالانکہ ہم ہمیشہ اسی قاعدہ کے مطابق جمعرات کو ڈاک بھیجنے والے تھے سب پوسٹماسٹر صاحب قادیان نے دریافت پہ بتایا کہ ہمیں اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں آئی تھی۔ ورنہ خبر کر دیتے۔

(۲)

بٹالہ سے ڈاک یکہ اکثر دو دو گھنٹہ دیر سے پہنچتا ہے۔ حالانکہ بظاہر حالات کوئی عذر نہیں ہوتا۔ اس سے نہ صرف ڈاکخانہ کے ملازموں کو تکلیف ہے بلکہ اہل دکانہ و دیگر اصحاب قادیان کا بھی حرج ہے کہ وہ اسی روز جواب نہیں دے سکتے۔

ڈاکخانہ قادیان میں کوئی ایسی مہر نہیں کہ جس سے وہ ڈلوری کا صحیح وقت بتا سکیں۔ اس لئے وہ دس بجے کی مہریں لگا دیتے ہیں خواہ ڈاک بارہ بجے تقسیم ہو پس ایک تو وقت کے لئے ہند سے انھیں دینی چاہئیں دوم ڈاک کے ٹھیکیدار کو فہمائش کی جائے کہ وہ وقت پر ڈاک پہنچایا کرے۔ کیونکہ اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے مقاصد و فوائد کے لئے پبلک ڈاک میں حرج کرے۔ بحالیکہ علاوہ ٹھیکہ کی رقم کے اسے اہل قادیان ہی کی وجہ سے کافی آمدنی سواریوں کی ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو محض اس لئے کہ اس نے ضرور جانا ہوتا ہے اکیلی سواری سے وہ ڈبل چارج کر لیتا ہے۔ پہلے ۱۰ فی سیٹ مقرر تھا۔ اب ایک روپیہ سوا روپیہ تک بھی دینا پڑتا ہے۔ اس سے تو بہتر ہے گھوڑے پر ڈاک آجایا کرے کیونکہ موجودہ صورت میں یکہ والے کو شاید سواریوں کے مہیا کرنیکا خیال رہتا ہے جن کے انتظار میں غالباً اتنی دیر سے ڈاک پہنچاتا ہے اگر رستہ کی خرابی ہی اس کی وجہ ہو تو کیا سبب ہے کہ قادیان سے بٹالہ ڈاک صرف دو گھنٹے میں اسی یکہ پر اسی راستہ پہنچ جاتی ہے اور پھر بٹالہ سے قادیان آنے میں چار پانچ گھنٹے خرچ ہو جاتے ہیں۔ امید کہ اس کے متعلق جلد انتظام ہوگا۔

اہم ترین معتقدات شیعہ پر زمانہ کا اثر

لاہوری ذوالفقار غور کرے

۱ ابن طاؤس - یہ کنیت ہے شیعوں کے ایک بہت بڑے فاضل اجل کی - جن کا پورا نام سید جلیل علی بن طاوس ہے - مرزا حسین النوری الطبرسی فرماتے ہیں کہ سید معظم مذکور جلیل القدر عظیم الشان صاحب کرامات باہرہ و مناقب فاخرہ است - و در نزد کافۂ علمائے اعلام و مولفات و تصانیفش مقبول و مطبوع اساتیذ و ارباب فن است" لولوۃ المرجان صفحہ ۱۱۲

سید صاحب موصوف نے اپنی ایک کتاب کشف المحجہ میں جو امام مہدی کے متعلق ہے ایک وصیت لکھی ہے - اپنے دو صاحبزادوں اور ہر ایک ناظر کتاب مذکور کے لئے خدا اور رسول کو درمیان میں رکھ کر اور آنحضرت صلعم کی وصیت کو محفوظ رکھنے کے خیال سے جو انھوں نے ظہور پر نور امام عالی مقام کے لئے فرمائی ہے فرماتے ہیں :-

پس میں نے بہت سے لوگوں کے قول و فعل کو دیکھا ہے کہ آنجناب (امام مہدی) کے بارے میں کئی طرح سے عقیدہ کے مخالف ہے - منجملہ یہ کہ میں نے دیکھا ہے کہ اگر ایسے شخص کا جو ان (امام مہدی) کی امامت کا معتقد ہے غلام بھاگ جائے یا گھوڑا یا ایک درہم یا دینار نقصان ہو جاوے تو گمشدہ چیز کے پانے کے لئے اس کا دل اور اس کے اعضا متفکر و مشغوف ہو جاتے ہیں - اور پھر اس کے حاصل کرنے کے لئے حتی الوسع کوشش کرتا ہے - لیکن میں نے نہیں دیکھا کسی کو کہ اس عظیم الشان بزرگ (امام مہدی) کے ہاتھوں اسلام اور ایمان کی اصلاح اور کفار اور جفاکاروں کی جڑ نسل کاٹنے میں جو دیر ہو رہی ہے اس کا دل متفکر ہوا ہو - جیسے کہ ان حقیر چیزوں کے لئے ان کا دل متفکر ہوتا ہے - پس اس قماش کے انسان کا دعوی کیسے درست ہو سکتا ہے کہ اندر وہ عقیدہ خدا و رسول کے حق معرفت کو جانتا ہے اور امامت (مہدی علیہ السلام کا) کا معتقد ہے ٹھیک جس طرح کہ دعوی کرتا ہے آنجناب کی محبت کا جو اندازہ سے زیادہ ہے - اور علاوہ اس کے میں نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے جو امام موصوف کی سلطنت کے واجب ہونے اور ان کے ظہور کی ضرورت اور ان کی امامت کے احکام جاری ہونے کے معتقد ہیں - اگر بادشاہان وقت میں سے کوئی جو اس کے امام کا دشمن ہے اس شخص کے ساتھ نیکی کرے اور بہت سا احسان کر دے تو اس کا دل اس پادشاہ کے بقائے سلطنت کے لئے .... بہت متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ کو وہ مہدی علیہ السلام کی طلب سے بے پروا ہو جاتا ہے اور وہ جو اس شخص کا فرض ہے کہ اس پادشہ کی معرفت کی تمنا کرے - جس نے اس پر انعام کیا - اس سے غافل ہو جاتا ہے - اور منجملہ ان طرق کے جو مخالف عقیدہ ہیں یہ بھی ہے کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کا دعوی ہے کہ ہمارے خوشی اور رنج کا انحصار آنجناب (امام مہدی) کے رنج و راحت پر ہے - وہ کہتے ہیں کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ جو کچھ بھی اس دنیا میں موجود ہے وہ سب مہدی علیہ السلام کا ہے - اور اس کو پادشاہوں اور تمام لوگوں نے آنجناب کے ہاتھ سے غصب کر لیا ہوا ہے باوجود اس کے میں نہیں دیکھتا کہ اس لوٹ مار پر وہ ایسے متاثر بھی ہوں جیسے کہ وہ متاثر ہوتے ہیں اس وقت جبکہ کوئی پادشاہ ان سے ان کا ایک درہم یا دینار یا ملک یا زمین زبردستی سے لے لے - پس خدا و رسول کے ساتھ یہ کیسی وفاداری ہے اور اوصیائے علیہم السلام کی کیسی معرفت ہے؟

ترجمہ اصل عبارت فارسی - محجہ ثانیہ باب دہم در شرح تکلیف عباد در غیبت مطبوعہ ایران صفحہ ۳۰

برادران سید جلیل کی وصیت مذکورہ کو آپ نے ملاحظہ فرما لیا - دیکھئے کہ کس طرح ہر ایک فقرہ سے ان کا راسخ الاعتقاد ہونا ثابت ہوتا ہے اور اسی طرح ایک عمدہ اور باحمیت اثنا عشری ہونا -

اسی طرح خاتم المحدثین ملا باقر مجلسی ایک موقعہ پر آیہ الم غلبت الروم کی تفسیر کرتے ہیں -

"و اما روم - پس صاحب قرآن خواہند بود و پادشاہی ایشاں تا آخر زمان خواہد بود و موافق فرمودہ آنحضرت پادشاہان عجم باوجود قوت و شوکت ایشاں برطرف شدند و پادشاہان فرنگ ہستند و خواہند بود تا حضرت صاحب الامر علیہ السلام ایشاں را برطرف کند - حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۵۵

ترجمہ اور لیکن نصاری پس قرنوں تک رہیں گے اور ان کی بادشاہی اخیر زمانہ تک باقی رہیگی - اور جیسے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ عجم کے بادشاہ باوجود کمال قوت و شوکت کے برباد ہو گئے - اور فرنگی بادشاہ ہیں اور رہینگے - یہانتک کہ امام مہدی علیہ السلام ان کو نابود کریں گے -

اس سے معلوم ہوا کہ پادشاہاں فرنگ امام مہدی کے آخری حریفوں اور آخری غصب کنندگان حق آل محمد میں سے ہیں - ایسی صورت میں شیعان اثنا عشریہ کا جو عقیدہ در اصل ہے اور اس عقیدہ کے مطابق جو دستور العمل ان کا ہونا چاہیئے اس کی تفصیل سید جلیل علی ابن طاوس کی وصیت میں مذکور ہو چکی - لیکن زمانہ کا زبردست اثر دیکھیے کہ علمائے شیعہ نے فتح بغداد پر برطانوی چیف پولیٹیکل افسر کے پاس مبارکبادی کے پیغام بھیجے ہیں - چنانچہ اخبار ذوالفقار سے اس کی تفصیل نقل کی جاتی ہے -

"تہنیت مجتہدین عراق"

کربلائے معلی اور نجف اشرف کے مجتہدین نے عراق عرب کے برطانوی چیف پولیٹیکل افسر کے پاس پیغام بھیجے ہیں جن میں فتح بغداد پر مبارکبادی ہے - سید عبدالحسین طباطبائی نے اپنے خط میں یہ درخواست کی تھی کہ حسب ذیل پیغام ملک معظم تک پہنچا دیا جائے -

"میں اور میرے ساتھ یہاں کے تمام روحانی پیشوایان اسلام فتح بغداد پر آپ کو نہایت خلوص کے ساتھ تہنیت دیتے ہیں"

ملک معظم نے اپنے پیغام کا جواب دیا ہے کہ میں نے نہایت مسرت کے ساتھ آپ کی اس تہنیت کو پڑھا جو آپ نے میری فوج کی کامیابی پر دی ہے - میری سپاہ کے فتح مند

باشندگان عتبات عالیات کو تمام خطرات سے محفوظ ومصئون رہیں گے۔ میری دلی خواہش یہ ہے کہ عراق اور باشندگان عراق کو بہبودی اور خوشحالی نصیب ہو اس کے مقدس مقام محفوظ رہیں اور پچھلی سرسبزی اور شادابی عود کر آئے" (ذوالفقار ۲۶ مئی ۱۹۱۷ء صث کالم ۳)

ایڈیٹر رسالہ اصلاح وغیرہ شیعہ گورنمنٹ برطانیہ کی بہی خواہی اور خیر اندیشی پر جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اکثر ہم لوگوں پر تمسخر کرتے اور طعن وطعنے دیتے رہتے ہیں۔ اب ادھر آئیں۔ اور مہربانی کر کے اپنے مجتہدین نجف اشرف۔ کربلائے معلٰی کی تہنیت کو بغور مطالعہ فرماویں۔ یہ بھی اُن کو معلوم رہے کہ ایام غیبت امام غائب میں ان لوگوں کا قول وفعل تمام شیعوں پر حجت ہے۔ کیونکہ وہ نائبان وخلفائے امام ہیں۔ اور اُن کا فعل بمنزلہ فعل امام کے ہے۔

لیکن ہم دونوں کی خیر خواہی گورنمنٹ برطانیہ میں جو فرق نمایاں ہے وہ یہ ہے کہ ہم جو گورنمنٹ کی خیر خواہی کرتے ہیں۔ اپنے امام کی متابعت کے ماتحت اور جو خیر خواہی شیعہ نے کی ہے۔ وہ اُن کے عقیدہ مسلمہ کے خلاف ہے۔ اور دوسرے لفظوں میں جس کو ہم یوں تعبیر کر سکتے ہیں کہ مذہبی پابندی اور دینی حرارت وحمیت شیعوں میں برائے نام رہ گئی ہے۔ جب سب سے بڑے دینی پیشواؤں کا یہ حال ہے تو عوام کا کیا ذکر۔ اور اس مقام پر . . . .

. . . . آنحضرت صلعم کے اس ارشاد کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے کہ امام مہدی اُس وقت ظہور فرمائیں گے جب دین اسلام صرف برائے نام رہ جائیگا۔ اور یہ کہ اسلام آخر زمانہ میں غریب ہو جائیگا جیسے کہ پہلے غریب تھا۔ غربت اسلام اور اسلام کے برائے نام رہ جانے کی نظیر میرے خیال میں مجتہدان عراق کے اس فعل سے زیادہ ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ وہ اس امر کے مرتکب ہوئے جو بالکل ان کے عقیدہ کے منافی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ زمانہ کے زبردست اثرات سے

پس جب خرابی عقیدہ اور تنزل حمیت دینی کی یہ حالت ہو گئی ہے تو ہم حیران ہیں کہ کس منہ سے شیعہ اپنی تحریر وتقریر میں امام کے ظہور کے لئے دعائیں مانگتے ہیں کہ عجل اللّٰہ فرجک و سہل اللّٰہ مخرجک کیا یہ دعائیں بھی برائے نام اور محض رسم پرستی اور ریاکاری پر مشتمل نہیں ہیں؟

اگر در خانہ کس است۔ حرفے بس است

(خادم حسین۔ خادم۔ ایرفیلڈ۔ منصوری)

دربارِ خلافت

۱۲۔ اگست ۱۹۱۷ء۔ نماز عصر ختم ہو چکی تو حضور نے مولنا سید محمد سرور شاہ صاحب کو مخاطب کر کے نساءکم حرث لکم کے متعلق ایک دلچسپ نکتہ بیان فرمایا۔ جسے میں اپنی طرف سے الفاظ میں احباب کی نذر کرتا ہوں۔ کوئی کمی رہ جائے تو مجھ کم مایہ کا قصور فہم تصور فرمایئے (اسسٹنٹ ایڈیٹر) فرمایا کہ قرآن کریم کے نوٹ لکھتے ہوئے نساءکم حرث لکم کے متعلق مجھ کو خیال آیا کہ کیا وجہ ہے حرث لکم آیا۔ کیوں حرث کم ہی نہ کہہ دیا۔ اختصار بھی رہتا اور معانی میں بھی کچھ خرابی نہ آتی۔ بلکہ مطلب صاف طور پر ادا ہو جاتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حرث لکم میں "لام" زیادہ کر دینے سے نیوگ کا رد کر دیا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کھیت جس شخص کا ہو اُس کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ چاہے تو غیر زارع کو بھی دیدے۔ پس اگر صرف حرث کم ہوتا تو ایک طرح لوگوں کو مسئلہ نیوگ کی گویا اجازت مل جاتی۔ مگر فرمایا حرث لکم کہ کھیت تو ہیں۔ لیکن تمہیں اجازت نہیں کہ دوسرے لوگوں کو دیدو کہ وہ تمہارے لئے اولاد پیدا کر دیں بلکہ یہ صرف تمہارے ہی لئے ہیں یعنی یہ وہ کھیت ہیں جن میں تم ہی زراعت پیدا کر سکتے ہو دوسروں کو نہیں دے سکتے تو حرث "لام" کے زائد کر دینے سے وہ بات بھی بیان کر دی جو نساءکم حرثکم میں بیان کیجاتی اور ایک نئی بات بھی بتا دی۔

محاسب صدر انجمن کی قابل توجہ گذارش

ایک سے زیادہ مرتبہ یہ بات احباب کی خدمت میں عرض کی جا چکی ہے کہ سکرٹری صاحبان یا محاسب صاحبان انجمن ہائے بیرونی یا دیگر احباب جو چندہ ارسال فرماتے ہیں بوقت تحریر منی آرڈر فارم کوپن پر ہی تفصیل فرما دیا کریں۔ تو یہ بات نہایت ہی عمدہ بات ہے۔ تاکہ رقم وصول ہوتے ہی داخل خزانہ ہو جایا کرے۔ اور امانت میں رکھ کر خط وکتابت کے ذریعہ تفصیل منگوانے کی ضرورت نہ ہو۔

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . . لیکن دیکھا جاتا ہے کہ بعض احباب نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ بلکہ بعض بزرگ تو ایسے بھی ہیں کہ ان کی خدمت میں خط لکھے گئے کہ فلاں رقم وصول ہو کر امانت میں پڑی ہے آپ اطلاع دیدیں کہ اس کی کیا تفصیل ہے۔ مگر ایک نہیں بعض کو دو دو تین تین خط ارسال ہو چکے۔ تاحال جواب سے جواب ہے۔ اس واسطے عام طور پر عرض کیجاتی ہے کہ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ جب منی آرڈر فرماویں تو اُسی وقت کوپن پر تفصیل بھی فرما دیا کریں۔ ورنہ دوسرے دن بذریعہ خط ہی اطلاع دیا کریں۔ ایسا نہ کیا جاوے کہ خط کا جواب ہی نہ دیا جاوے۔

آپ کو یہ بات بخوبی ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ روپیہ کی تمام مدات میں ضرورت رہتی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ۔ ترقی اسلام تبلیغ ولایت۔ ترجمۃ القرآن وغیرہ وغیرہ مدات اس قسم کی ضروری ہیں کہ ہر وقت ہی روپیہ کی ضرورت رہتی ہے۔ ہمارے بعض احباب روپیہ تو

ارسال فرماتے ہیں۔ مگر تفصیل کے واسطے انتظار میں ڈال کر الانتظار اشد من الموت کا مصداق فرماتے ہیں۔

دفتر محاسب سے ہر ایک ایسے بزرگ کی خدمت میں جن کی رقوم رجسٹر بلا تفصیل میں بے فیصلہ پڑی ہیں خطوط ارسال کئے گئے ہیں۔ احباب فوراً ان کا جواب دیکر مشکور فرماویں۔ نیز آئندہ کے واسطے یہ ضروری بات یاد رکھیں کہ منی آرڈر کے فارم پر ہی یعنی کوپن پر ہی تفصیل لکھ دیا کریں تاکہ روپیہ وصول ہوتے ہی داخل ہوکر کام آوے

ایک اور بات بھی اس ضمن میں قابل اظہار ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض سکرٹری یا محاسب صاحبان یا دیگر احباب روپیہ قادیان ارسال کرتے وقت کسی بزرگ کے نام ارسال فرماتے ہیں۔ وہ بزرگ کسی کام کی وجہ سے قادیان سے باہر ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے منی آرڈر ڈاکخانہ تقسیم نہیں کرتا۔ اور یہ روپیہ رکا رہتا ہے اس واسطے عرض کی جاتی ہے کہ مندرجہ بالا مدات کا روپیہ یعنی چندہ کا روپیہ اس پتہ پر آنا چاہئے۔ "محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان۔ ضلع گورداسپور" پھر یہ بات دوہراتا ہوں کہ کوپن پر بھی تفصیل دیا کریں تاکہ روپیہ فوراً وصول ہوتے ہی اپنے محل پر خرچ ہو سکے۔ امید ہے کہ احباب ان باتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے مشکور فرماویں گے

شیخ عبد الرحمن مولوی فاضل قائم مقام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

اخبار ذو الفقار کے متعلق

ہمارے مکرم دوست فاضل محقق جناب منشی خادم حسین صاحب خادم بھیروی احمدی جب تفحص۔ اور کامل تحقیق کے ساتھ شیعہ قوم کے متعلق علمی مضامین نگارش فرماتے ہیں۔ وہ احمدی احباب کے علاوہ عام ناظرین سے بھی خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتے ہوں پوشیدہ نہیں کہ باوجود شیعہ حضرات کی کتب معتبرہ میں سے دلائل منقولی اس معزز پارٹی کے خلاف لکھنے کے کسی طرح بھی سنجیدگی کا سر رشتہ ہاتھ سے نہیں جانے پاتا۔ اور قلم کا قدم کبھی بھی جادہ سلامت روی سے نہیں ڈگمگاتا۔ منشی صاحب موصوف کی گرفت کچھ ایسی زبردست ہوتی ہے کہ اس سباب گروہ سے بجز اس ظلمت نشانی کے۔ جو غالباً ان کو متوارث طور پر ملی ہے اس کا کچھ جواب نہیں بن پڑتا۔

ابھی اس اخبار کے صرف ۲۰ ہی نمبر شائع ہوئے ہیں۔ اس عرصہ میں جو کچھ ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود نبی اللہ کی شان مقدس میں اس کے صفحات پر آچکا ہے۔ ہم اس کے متعلق بالکل خاموش ہیں کیوں؟ اس لئے کہ دلائل کا جواب ہوا کرتا ہے مگر تبرائی لوگوں کے تبرا کا جواب کچھ بھی نہیں۔ اور نمبروں کو تو جانے دو۔ ۱ جن میں ان کے شریعت مدار مولوی حائری نے ہمارے نجات دہندہ مسیح وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "کذاب قادیانی" کے نام سے ہمیشہ یاد کیا ہے۔ اور جو کچھ بھی ذو الفقار کے ایڈیٹر کے قلم سے اب تک نکل چکا ہے۔ میں مجبور ہوں کہ کہوں کہ بے حیائی بھی اس سے شرماتی ہے۔

لیکن اس وقت نمبر ۲۰ میرے سامنے ہے جس کے صفحہ ۵ پر "محمد عبد اللہ سکرٹری انجمن امامیہ لاہور" کا ایک مضمون درج ہے جس کے بعض فقرات کو افسوس کے ساتھ نقل کرنے پر مجبور ہوں تا احباب کو معلوم ہو کہ ہمارے مضامین کے جواب میں کس شیریں زبانی کو کام میں لایا جاتا ہے۔ اور امامیہ انجمن کا سکرٹری کن وسیع اخلاق کا انسان ہے مضمون کا عنوان ہے "بوی۔ برازی اور ریچی نبی" آگے لکھتا ہے:-

"اب کسی فاتر العقل نبی کی ہیجڑا ہو یا ہیجڑی۔ زنانہ ہو یا زنانی۔ بوی ہو یا برازی۔ بایں ہیئت کذائی۔ جیسا کہ خارجیوں کے نبی نے اپنی کتاب کشتی نوح میں خود کو ظاہر کیا ہے ہدایت کے لئے آنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔"

.... "یہی شعر مرزائیوں کے نبی کو بروز ابلیس ثابت کرنے کے لئے کافی ہے ؎

بیا در قادیاں بکدم کہ بینی عالمی دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر۔ آدمے دیگر"

پھر ایڈیٹر نے مولوی حائری کے سفر بٹالہ کے متعلق لکھا ہے کہ "حائری صاحب وہاں گئے۔ کاش مرزائیوں کے مسٹر محمود صاحب نام نہاد خلیفۃ المسیح بھی۔ جو ۵-۷ میل کی مسافت پر قادیان میں موجود تھے بٹالہ میں تشریف لاکر تبادلہ خیالات کر لیتے"

اول تو غلط ہے کہ قادیان ۵-۷ میل پر ہے دوسرے ہمیں کوئی اطلاع نہیں تھی کہ حائری صاحب بٹالہ آئے ہیں۔ ان کے بٹالہ آنیکا علم ذو الفقار کے ذریعہ اور اسکے معاً بعد مکرم شیخ عبد الرشید صاحب کے خط کے ذریعہ ایک ہی وقت میں ہوا۔

اب ہم کہتے ہیں کہ اس نے ہمارے موجودہ امام کو جو "مسٹر" کے لفظ سے مخاطب کیا۔ کیا وہ خوش ہوگا۔ اگر اس کے مولوی حائری یا دوسرے بڑوں کو بھی یہ خطاب ہو جائے؟

دوسرے امید ہے کہ اگر وہ مباحثہ پر آمادہ ہے تو اپنے اس شیوہ نامرضیہ سے جس کا نمونہ اس اخبار سے بھی ظاہر ہے باز آکر ہمارے بٹالوی احباب کے چیلنج کا جواب دے جو کسی دوسری جگہ درج ہے۔

کیا مولوی علی حائری صاحب لاہوری توجہ فرمائینگے

مہربانی فرماکر اخبار الفضل میں ذیل کا مختصر مضمون شائع فرماکر ممنون فرماویں:-

"شیعوں کے صدر المفسرین علی حائری صاحب مجتہد ۱۹۔ اگست سنہ ۱۱ء کو بٹالہ تشریف فرما ہوئے۔ اور بذریعہ منادی شیعان بٹالہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ آج رات ۹ بجے مجتہد موصوف کی تقریر ہوگی۔ ہر مذہب و

وملت کے لوگ آکر فائدہ اٹھاویں چنانچہ ہم اس اعلان پر معہ دیگر چند احباب شیعوں کے امام باڑہ میں تقریر سننے کے لئے گئے۔

صدرالمفسرین صاحب بجائے اپنے وقت مقرر پر تقریر کرنے کے قریب ساڑھے دس بجے رات امام باڑہ میں تشریف لائے۔ اور ایک شیعہ ساکن بٹالہ کی مرثیہ خوانی کے بعد حائری صاحب نے اپنی تقریر شروع فرمائی۔ آپ کی تقریر کا عنوان قرآن کریم کی آیت (قل لوکان البحر مدادا الکلمٰت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمٰت ربی ولو جئنا بمثلہ مددا) حائری صاحب نے خود مقرر کیا۔ اور کہا کہ میں قرآن کی تفسیر قرآن ہو ہی کرونگا۔ اس سے باہر نہیں جاؤنگا۔

قریب ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر ہوتی رہی۔ برخلاف وعدہ خود تفسیر بالقرآن کرنے کے روایات غیر معتبرہ سے اپنے قائم کردہ عنوان کو شیعوں کے علی اور اہلبیت پر چسپاں کر کے شیعان بٹالہ سے واہ واہ اور تحسین لیتے اور مرحبا اور جزاک اللہ کے نعرے سنتے رہے اور مجتہد صاحب موصوف نے فرمایا اور بار بار تحدی سے فرمایا ہے کہ اس آیت مذکورہ بالا کے اور کوئی معنی نہیں ہیں۔ اور کوئی سنیوں اور احمدیوں میں سے ہے جو اس کا جواب مجھے دے۔

مجتہد صاحب نے اپنی تقریر کے خاتمہ پر بھی کہا کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل تھے۔ اور جو نکہ حضرت نبی کریم صلعم کے حکم سے وہ خلیفہ بلافصل تھے۔ اور ایام وصال نبی کریم صلعم سے ہی خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور اخیر میں بھی وہی خلیفہ تھے۔ اس لئے اول سے آخر تک حضرت علی ہی کی خلافت رہی۔ اسی واسطے کوئی خلیفہ تسلیم نہیں ہو سکتا۔ مجتہد صاحب کی ساری تقریر میں غیر احمدی سنی عموماً اور ہم غریب احمدی خصوصیت سے زیر عتاب ہے۔ تقریر کے اخیری مرحلے پر ہمارے سید و مولیٰ جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں سخت نا ملائم الفاظ استعمال کئے جن کو ہمارے غیرتمند دل نے قبول نہ کیا۔ اور ہم معہ احباب اٹھ آئے۔ اور ہم نے ۲۰۔ اگست کو بعد مشورہ علی حائری صاحب مجتہد کی خدمت میں بدیں مضمون ایک چٹھی لکھی۔

"بخدمت جناب سید علی حائری صاحب زاد لطفکم۔ تسلیم۔

(۱) آپ کی تقریر شب گذشتہ سے جس تہذیب کا نمونہ ہمیں سننے کا موقعہ دیا ہے اس کے آپ ہی حقدار ہیں۔ آپ ہی کو یہ تہذیب مبارک ہو۔

(۲) ہم آپ کی تقریر مذکورہ سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آپ اس بات کے مدعی ہیں کہ صریح نص قرآن کریم (قل لوکان البحر مدادا الکلمٰت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمٰت ربی ولو جئنا بمثلہ مددا) اہلبیت اور حضرت علی کے حق میں ہے۔ اور انپر چسپاں ہوتی ہے۔ سوائے اس کے اور کوئی معانی اس آیت شریفہ کے نہیں ہیں۔

(۳) آپ کا دعویٰ تھا کہ جو آپ نے اپنی تقریر مذکورہ بالا میں فرمایا کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل تھے۔ اور ایام وصال نبی کریم صلعم سے لے کر اخیر زمانہ خلافت حضرت علی تک ان کی خلافت رہی۔ اس واسطے جناب رسول کریم صلعم کے بعد سوائے حضرت علی کے اور کوئی خلیفہ تسلیم نہیں ہو سکتا۔

چونکہ شب گذشتہ کی تقریر میں عموماً اہل سنت والجماعت (غیر احمدی) اور خصوصیت سے ہم غریب احمدی آپ کے مخاطب اور زیر عتاب رہے ہیں۔ اس لئے میں بحیثیت پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ آپ کی خدمت میں ملتجی ہوں کہ آپ مذکورہ بالا ہر دو مسائل پر ہم لوگوں سے مباحثہ کر لیویں۔ ہم آپ کے دعاوی سے انکاری ہیں۔ مناظرہ میں آپ بحیثیت مدعی ہونگے۔ اور ہم مدعا علیہ۔ اس لئے دعاوی کا ثبوت آپ کے ذمہ ہوگا۔ جواب سے بواپسی خورسند فرماویں۔ آپ کا جواب پہنچنے اور شرائط مباحثہ طے ہونے پر انشاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ قادیان دارالامان سے اپنے مناظروں کے منگوانے کا فوراً انتظام کریں گے"

اس چٹھی کی رسید علی حائری صاحب کی طرف سے بدین مضمون پہنچگئی۔ "چٹھی مرسلہ ۲۰۔ اگست وصول ہوئی من الاحقر علی حائری" اس کے بعد ہم جواب چٹھی کے منتظر رہے۔ مگر ۲۲۔ اگست کی شام تک کوئی جواب ہمیں موصول نہیں ہوا۔ اس لئے ہم نے پھر بعد مشورہ احباب مجتہد صاحب کی خدمت میں ایک اور عریضہ بدیں مضمون لکھا:۔

"بخدمت جناب سید علی حائری صاحب تسلیم۔ آپ نے ہماری کل والی چٹھی کا جواب عنایت نہیں فرمایا۔ ہمیں تو امید تھی کہ آپ جیسے صدرالمفسرین۔ عالم بے بدل ہم عاجز احمدیوں کی عرض قبول کریں گے۔ اور ہماری دعوت مناظرہ تحریری یا تقریری منظور فرما کر پبلک کو فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیں گے۔ مگر تا حال آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں پہنچا۔ مہربانی فرما کر ہمارے مطالبہ مباحثہ کا جواب عنایت فرماویں۔ پبلک کو اس مباحثہ سے دلچسپی ہے اور سخت انتظار کر رہے ہیں"

اس رقعہ کی رسید علی حائری صاحب کی طرف سے ان الفاظ میں پہنچی۔ "رقعہ شما رسید۔ من الاحقر علی حائری" چنانچہ پھر ہم جواب کے منتظر رہے۔ سننے میں آیا کہ مجتہد صاحب بغیر کسی قسم کے جواب دینے کے دوسرے دن صبح کی گاڑی سے واپس تشریف لے گئے۔

شیعان بٹالہ کو اپنے صدرالمفسرین مجتہد علی حائری پر بہت بڑا ناز ہے۔ بلکہ سارے ملک کے شیعان علی ان کے نادرالکلامی اور فصیح بیانی کے معترف ہیں۔

اس لئے ہم احمدی علی الاعلان

سارے شیعان علی کو عموماً اور شیعان بٹالہ کو خصوصاً چیلنج کرتے ہیں کہ اگر ان میں کوئی غیرت ہے تو وہ اپنے صدرالمفسرین مولوی علی حائری صاحب مجتہد کو اپنے دعاوی کے ثابت کرنے کے لئے ہمارے مقابل پر لاویں۔ ورنہ کل دنیا جانتی ہے کہ یہ دکھانے ہی کے دانت ہیں۔ السلام

خاکسار

محمد عبدالرشید تاجر چرم و پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ

زلزلہ بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحالِ زار

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی اس صفائی سے پوری ہوئی کہ سلسلہ احمدیہ کا مشہور معاند بھی اس کے وقوع سے انکار نہیں کر سکا۔ اس نے اس نے اپنے اخبار اہلحدیث میں یہ لکھا ہے کہ جس پیشگوئی کی بنا پر ایسا کہا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں تو مرزا صاحب لکھ چکے ہیں کہ ۲۸۔ فروری ۱۹۰۶ء کو پوری ہوگئی۔ حالانکہ یہ محض دھوکہ ہے جو معترض نے خود کھایا ہے۔ یا وہ لوگوں کو حسب عادت دینا چاہتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے بعد حضور انور کو چند زلزلوں کی نسبت متواتر الہامات ہوئے جن میں سے ایک ایسے زلزلہ کی نسبت بھی خبر تھی جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔

اسی دوران میں حضور نے یہ نظم ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو لکھی جس کا ایک مصرعہ زیب عنوان ہے۔

چونکہ ایک الہام منجملہ الہامات کے یہ بھی تھا کہ ؎

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

(یکم فروری ۱۹۰۶ء تاریخ نزول)

ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ اس میں گویا اس آنے والے زلزلہ کا وقت بتایا گیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی کتاب زیر تصنیف میں یہ عبارت رقم فرمائی۔

"خدا تعالیٰ کا ایک الہام یہ بھی ہے ۔" پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موعودہ کے وقت بہار کے دن ہونگے" (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد ۵ ص۹۵)

لیکن جب ۲۸۔ فروری کو ایک زلزلہ رات کے ایک بجے آیا تو اسی کی صبح یکم مارچ کو یہ وحی نازل ہوئی۔

"زلزلہ آنے کو ہے"

جس کی نسبت بدر جلد ۲ نمبر ۹ ص۳ میں لکھا ہے "حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اسی زلزلہ کو جو ہوا اصل زلزلہ نہ سمجھو۔ بلکہ سخت زلزلہ آنے کو ہے"

گویا خدا کے نبی نے ایک الہام کے متعلق جو یہ خیال کیا تھا کہ وہ "زلزلہ نمونہ قیامت" کے متعلق ہے۔ اس خیال کو خدا کی وحی نے روک دیا کہ یہ الہام اس زلزلہ موعودہ شدیدہ کی نسبت نہیں۔ چنانچہ آپ نے ۲۔ مارچ کو اعلان فرمادیا کہ :-

"اے عزیزو آپ نے اس زلزلہ کو دیکھ لیا ہوگا جو ۲۸۔ فروری ۱۹۰۶ء کی رات کو ایک بجے آیا۔ یہ وہی زلزلہ تھا جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں فرمایا تھا۔ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

اور اسی اشتہار میں یہ بھی فرمادیا کہ :-

"آج یکم مارچ کو صبح کے وقت خدا نے یہ وحی میرے پر نازل کی جس کے الفاظ یہ ہیں ۔ "زلزلہ آنے کو ہے" اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی آیا نہیں بلکہ آنے کو ہے۔ اور یہ زلزلہ اس کا پیش خیمہ ہے جو پیشگوئی کے مطابق پورا ہوا، کیونکہ جیسا کہ میں نے رسالہ الوصیت کے صفحہ ۳ و ۴ میں قبل از وقت لکھا تھا صرف ایک زلزلہ کی پیشگوئی نہیں بلکہ کئی زلزلوں کی نسبت خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے۔

(دیکھو اشتہار النداء من وحی السماء)

پس اس عبارت کی موجودگی میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ کہنا کہ :-

"مرزا صاحب کے الہام دو ہیں ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء والا۔ اور یکم مارچ ۱۹۰۶ء والا۔ ۱۵۔ والے کو ۲۸۔ فروری کے زلزلہ سے پورا کر چکے یکم مارچ والا۔ سو وہ ابھی باقی ہے"

ایک سخت مغالطہ ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس تو اسی اشتہار میں اعلان فرما رہے ہیں کہ ۲۸۔ فروری والا زلزلہ الوصیت مطبوعہ دسمبر ۱۹۰۵ء کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ اور نیز یکم فروری ۱۹۰۶ء کے الہام پھر بہار آئی کے ماتحت۔ (اس میں جواب ہے مولوی ثناء اللہ کے اس سوال مندرجہ اہلحدیث ۲۴۔ اگست ۱۹۱۷ء کا کہ وہ کونسی پیشگوئی ہے۔ ۲۸۔ فروری کا زلزلہ جس کے مطابق وقوع پذیر ہوا۔ بس اس سوال کے جواب پر بحث کا سارا دارومدار ہے) اور وہ موعودہ زلزلہ ابھی آنے والا ہے جس کی تفصیل آپ نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی نظم میں دی ہے۔ اور جس میں بہار کا مطلق ذکر نہیں بلکہ صرف نمونہ قیامت ہونا فرمایا ہے۔ پس اگر پھر بہار آئی کا الہام حضور نے اپنے اجتہاد سے صرف اسی زلزلہ کے لئے مخصوص کر دیا تو خدا کی وحی نے اس کے صحیح معنی بتادیئے کہ موعودہ زلزلہ کے لئے .... ایام بہار ضروری نہیں بلکہ اس الہام میں تو ۲۸۔ فروری کے زلزلہ کی خبر تھی۔ چنانچہ آپ نے اسی اشتہار ۲۔ مارچ میں رقم فرمایا کہ

"سو یہ وہ زلزلہ تھا جس کا موسم بہار میں آنا خدا تعالیٰ کی وحی کے مطابق ضروری تھا۔ سو آگیا۔ اور ممکن ہے، کہ موعودہ زلزلہ قیامت کا نمونہ بھی موسم بہار میں آوے"

یعنی خدا کی وحی کے مطابق جس زلزلہ کا موسم بہار میں آنا ضروری تھا وہ تو ۲۸۔ فروری ۱۹۰۶ء کو آچکا۔ اور موعودہ زلزلہ قیامت کا نمونہ کے لئے موسم بہار ضروری نہیں۔ ہاں ممکن ہے کہ وہ موسم بہار میں آئے۔

اب اس صراحت کے ہوتے ہوئے یہ تو بڑی بے ایمانی ہے جو کہا جائے کہ جس زلزلہ نمونہ قیامت کی پیشگوئی ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء کی نظم میں ہے وہ ۲۸۔ فروری ۱۹۰۶ء کو پوری ہو چکی۔ کیونکہ حضرت اقدس صراحت سے لکھ رہے ہیں کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے۔ ابھی نہیں آیا۔ وہ آئیگا۔ اور ۲۸۔ فروری والا زلزلہ الوصیت کی پیشگوئی اور الہام "پھر بہار آئی" کے مطابق آیا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ "زلزلہ آنے کو ہے" یہ زلزلہ موعودہ کی نسبت پہلی خبر نہیں بلکہ "زلزلہ نمونہ قیامت" کی خبر، تو خدا کی وحی میں پہلے دی

ہم انشاء اللہ جنگ کے خاتمہ پر بتادینگے کہ اس زلزلہ کو جو موجودہ جنگ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ بہار سے کیا تعلق ہے۔ اور خطرناک حملوں کا وقت کس موسم میں ہوتا ہے (اکمل)

جاچکی تھی جس کی تفصیل نظم میں فرمائی - اور یہاں صرف اس خیال کی تصحیح فرمائی مقصود تھی جو یہ تھا کہ الہام پھر بہار آئی "زلزلہ موعودہ بنوۃ قیامت کے بارے میں ہے - یا وہ آنے والا زلزلہ ۲۰ - فروری کو آچکا - اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ زلزلہ آ نہیں چکا بلکہ آنے کو ہے پس یہ اس الہام میں کسی نئے زلزلہ کی خبر نہیں بلکہ ایک خیال کی تصحیح ہے -

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ آیت زلزلوا زلزالاً شدیدًا میں زلزلہ سے مراد جنگ نہیں بلکہ بے چینی اور اضطراب ہے - (ب) اردو زبان میں دیکھنا چاہئے کہ زلزلہ کبھی جنگ پر بھی بولا جاتا ہے - اگر دعویٰ ہے تو لاؤ کوئی مثال لاؤ -

جواب زلزلہ بذاتہ کیا چیز ہے؟ عذاب تو وہی بے چینی اور اضطراب اور تکلیف ہے جو زلزلہ سے پیدا ہوتی ہے پس آپ کے مسلمات کی بنا پر بھی ہمارا مقصد ثابت ہے - خدا نے ایک تباہی بھیجی - اضطراب دکھ کی خبر دی جو موجودہ جنگ میں انتہائی درجہ پر موجود ہے - پس پیشگوئی ہر حال پوری ہو گئی - یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ زلزلہ کے لغوی معنی جنگ کے ہیں - بلکہ اس موجودہ تباہی کو (جو جنگ کی صورت میں ظاہر ہوئی) خدا نے زلزلہ سے تعبیر فرمایا - اور یہ ہم دکھا سکتے ہیں کہ جنگ کو بھی "زلزلہ" کہہ لیتے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں ایک موقع پر مستھم الباساء والضراء وزلزلوا فرمایا - تو دوسرے مقام پر والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس فرما کر بتا دیا کہ زلزلہ اور بأس (جنگ) ایک ہی چیز ہے - وہ نہیں اگر اردو میں مثال درکار ہے تو لیجئے میر انیس کہتے ہیں ؎

کانپے طبق زمین کے ہلا چرخ لاجورد
مانند کہربا ہوا مٹی کا رنگ زرد
اٹھ کر زمین پہ بیٹھ گئی زلزلہ میں گرد
تیغوں کی آنچ دیکھ کے بھاگی ہوائی سرد
گرمی سے رن کی ہوش اڑے وحش و طیر کے
شیر اس طرف اتر گئے دریا کو پیر کے

اب مولوی ثناء اللہ صاحب بتائیں کہ یہاں زلزلہ جنگ کو کہا گیا ہے یا نہیں - پھر دیکھئے فرہنگ آصفیہ جلد دوم صفحہ ۴۰

زلزلہ - ہلچل - تہلکہ کھلبلی زلزلہ پڑ جاتا - تہلکہ پڑ جانا - ہل چل پڑ جانا - کھلبلی پڑ جانا

اس سے بھی ثابت ہوا کہ زلزلہ بھونچال کے معنوں میں منحصر نہیں جس کے نتیجہ میں ہم زلزلہ کے معنی صرف بھونچال کرنے پر مجبور ہوں - بلکہ اس کے معنی ہلچل تہلکہ کھلبلی بھی ہیں جو جنگ کے ذریعہ بھی ہو سکتی ہے - اسی عمومیت معنی کے لحاظ سے حضور نے اسی پیشگوئی ۱۵ - اپریل ۱۹۰۵ء کے اشعار کے ساتھ حاشیہ دیدیا -

"زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا - × × ممکن ہے یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلا دے - جس کی نظیر کبھی اس زمانہ نے دیکھی ہو - اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے"

پس جب نہ تو حضرت اقدس نے زلزلہ کو بھونچال کے معنوں میں متعین فرمایا - نہ کتب سابقہ و قرآن مجید سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ جب **زلزلہ** کا لفظ وحی ہو تو اس سے مراد قطعی طور پر بھونچال متعارف ہی ہوتا ہے - اور نہ اردو محاورات میں یہ موجود ہے - بلکہ اس کے خلاف معنی کی عمومیت پائی جاتی ہے تو ابو الوفاء مولوی ثناء اللہ صاحب کا اعتراض بالکل ناحق کوشی - اور صداقت کا کھلا کھلا انکار ہے -

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ مرزا صاحب نے زلزلہ کو بھونچال کے معنوں میں متعین فرما دیا -

جواب یہ بالکل غلط ہے - کہیں نہیں لکھا کہ الہامات میں جو زلزلہ کا لفظ ہے تو اس سے قطعی طور پر **بھونچال** ہی مراد ہے - البتہ یہ ہے جو یہ حوالہ دیا گیا ہے

"پھر فرمایا - بھونچال آیا - اور شدت سے آیا زمین تہ و بالا کر دی - یعنی ایک سخت زلزلہ آئیگا"

تو یہ معترض کے خلاف ہے - ہمارے خلاف نہیں - یہاں تو الہام میں بھونچال کا لفظ ہے جس کی تعبیر آپ نے زلزلہ سے کی - سو اس میں کیا شک ہے کہ بھونچال کو زلزلہ بھی کہتے ہیں - اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ زلزلہ صرف بھونچال کو ہی کہتے ہیں - اگر الہام میں صرف زلزلہ کا لفظ ہوتا - اور آپ اس کے معنی فرمانے تو معترض کو شاید کچھ گنجائش تھی - لیکن یہاں تو آپ کے الہام میں بھونچال کا لفظ ہے - کہ اسے بھی آپ نے زلزلہ سے تعبیر کر کے گویا اس الہام کو بھی زلزلہ والی پیشگوئی کے ساتھ ملا دیا - یعنی خدا کے اس کلام میں بھونچال سے استعارۃً مراد وہ عام تباہی ہے جو ایک نشان زلزلہ نام سے آنے والی ہے - فتدبر -

بالآخر میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خدا سے ڈریں - اور اس پیشگوئی پر سنجیدگی کو محض اللہ کے لئے غور کریں تمسخر و استہزا چھوڑ دیں کہ خدا تعالیٰ کی جناب میں یہ پسند نہیں - مولوی فاضل ہو کر جاہلوں کا شیوہ اختیار نہ کریں -

احسن امروہوی کی مخزیات

پہلے زمانہ میں تو درجہ نبوت سب سے بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا - اور قرآن شریف میں بھی یہی لکھا ہے مگر اب پیغام ۷ اگست میں مولوی محمد احسن صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ منصب نبوت مخزیات میں سے ہے - اور حضرت مسیح موعود سے اس نہایت رسوا کرنے والی بات کو دور کرنا پیغامی گروہ کا اہم فرض ہے بقول اسی الہام لا نبقی لک من المخزیات ذکراً - جب نبوت مخزیات میں سے ہے تو بہتر ہے کہ پھر سب سے اول حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلعم سے اسے دور کریں مسیح موعود تو اس سرکار کا ایک غلام ہے -

(ب) دعویٰ نبوت کو تشابہات سے لکھا ہے مگر اس کا ثبوت نہیں دیا - کیونکہ ہم تو کلام الٰہی ہر جو آپ پر نازل ہوا صریحاً "یا ایہا النبی" کا خطاب پاتے ہیں اور اسی طرح دوسرے انبیاء مخاطب ہوتے رہے -

(ج) کلمہ شہادت سے یہ ثابت کیا ہے کہ بغیر محمد کوئی نبی نہیں گویا کل نبیوں کا انکار کر دیا - باقی رہا یہ کہ مسیح موعود علیہ السلام بھی آپ کے سوا کسی نبی کی علیحدہ نبوت کے قائل نہیں - بلکہ محمد کی نبوت محمد کے پاس ہی رہی کے قائل ہیں بعثت اولیٰ کے تو تم بھی قائل ہو مگر بعثت ثانی کے نہیں - ہاں کلمہ طیبہ جسے القول الثابت کہا گیا ہے اسپر قریب کی زندگی میں تو قائم رہو - لیکن افسوس زندگی کے آخری حصہ

ہیں یا پیچھے رہ جاتی ہیں" (لائڈ جارج)

Digtized by Khilafat Library

داتوی کی بات

محمد یمین نامی حامی پیغام لکھتا ہے کہ باوجود اختلاف عقائد بیعت میں لینے سے ثابت ہوتا ہے کہ میاں صاحب کو صرف چندہ سے کام ہے۔ یہ اس کی غلطی ہے چونکہ مولوی محمد علی صاحب اور اس کے رفقاء حضرت اقدس کو مسیح موعود اور اپنے دعاوی میں راستباز مانتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ ان کے الہامات میں نبی اور رسول کا لفظ موجود ہے۔ اور وہ الہام ضرور خدا کی طرف سے ہیں۔ اور ان کی تحریروں کو حجت جانتے ہیں اس لئے ایک وقت خاص تک حضور انھیں منکرین میں شامل نہیں کرتے اور اس اختلاف کو اجتہادی قرار دیکر احمدی کہتے۔ اور اس لحاظ سے محض اس لئے کہ اصولی اختلاف نہیں بلکہ تعریف نبوت میں اختلاف ہے۔ اتحاد جماعت کے لئے بغرض اصلاح بیعت میں داخل کر لیتے ہیں۔

اشتہار

ضرورت نکاح

ایک لڑکی قرآن شریف پڑھی ہوئی قوم کی بڑھئی ہے اس کے والدین ایسے نوجوان - بڑھئی یا لوہار سے نکاح کرنا چاہتے ہیں جو احمدی ہو کنوارا ہو۔ یا ایسا ہو جس کی عورت فوت ہو چکی ہو۔ برسر روزگار روٹی کمانے کے قابل ہو۔ ضلع سیالکوٹ یا ضلع گجرات کے کوئی حاجتمند معرفت مولوی محمد الدین صاحب امام مسجد احمدیہ شادیوال خورد۔ ضلع گجرات خط وکتابت کریں۔

(۲) ایک احمدی بھائی راجپوت بھٹی جو پشاور میں تیس روپیہ ماہوار کچہری میں ملازم ہیں۔ ۴۰ سال عمر پہلی بیوی بھی موجود۔ مگر اولاد نہیں اس لئے نکاح ثانی کی ضرورت ہے۔ تین مکانات قیمتی تخمیناً ۵ ہزار۔ زیورات نقد وغیرہ تین ہزار کل آٹھ ہزار کی جائداد ہے۔ احباب میری معرفت خط وکتابت کریں۔ ایک آنہ کا ٹکٹ ساتھ ہو۔ **اکمل - قادیان**

(۳) ایک احمدی زمیندار جٹ سندھو اکتیس بیگہ زمین چاہی کا مالک۔ ۳۰ سال نکاح کا خواہشمند ہے پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ خط وکتابت جناب مولوی امام الدین صاحب گولیکی ضلع گجرات کے پتہ پر ہو۔

ذکر الٰہی

کی تھوڑی تعداد باقی رہ گئی ہے۔ احباب ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء کے اندر اندر ۸ قیمت ۸ اسے خرید سکتے ہیں یکم اکتوبر ۱۹۱۷ء سے ۱۲ پر ملیگی۔

حجۃ البالغہ مصنفہ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب سلمہٗ ربہٗ یہ ایک تبلیغی رسالہ ہے۔ جدید طرز اور پیرائے میں لکھا گیا ہے۔ احباب منگا کر نہ صرف خود مستفیض ہوں۔ بلکہ غیر احمدی دوستوں تک بھی اس کو کثرت سے پہنچا دیں قیمت ۲ ر

تبلیغی خطوط نمبر ۱ و نمبر ۲۔ اب ختم ہو گئے ہیں تیسری بار چھپ رہے ہیں۔ جن دوستوں کو ضرورت ہو فوراً درخواستیں ارسال کریں۔ نمبر ۱ خط بحساب ۷۰ عدد فی روپیہ اور نمبر ۲ خط بحساب ۳۲ عدد فی روپیہ

درس قرآن فی رمضان - جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے گذشتہ ماہ رمضان میں فرمایا ہے وہ مرتب کیا جا رہا ہے۔ درخواستیں جلد آنی چاہئیں۔

درمکنون - مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس میں دعوے سے پیشتر کی نظمیں ہیں جو پہلے کہیں نہیں شائع ہوئیں۔ نہایت خوبصورت کر کے چھپوائی گئی ہے قیمت ۳/

جن احباب کے پاس پرانی کتب موجود ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ہوں خواہ کسی اور بزرگ سلسلہ کی تصنیف۔ یا کسی اور قسم کی کتب مفید اور کار آمد ہوں اور احباب ان کو فروخت کرنا چاہیں تو ایجنسی ہذا کو کتب کی فہرست ارسال کر کے فیصلہ بذریعہ خط وکتابت مجھ سے کریں۔ بعض دوست پرانی کتب دے کر نئی نئی قسم کی کتب خریدنے کے شائق ہوتے ہیں اس لئے اس سہولت کے پیدا کرنے کیلئے یہ تجویز اور اطلاع پیش کی ہے۔ (**ضروری اطلاع** ہر قسم کی کتب سلسلہ کی ایجنسی ہذا سے طلب فرماویں درخواستوں کی فوراً تعمیل کیجاتی ہے۔

خاکسار

مفرالدین ملتانی مالک احمدیہ بک ایجنسی قادیان دارالامان

تمام احباب کے ذمہ ذکر الٰہی کی قیمتیں واجب الاداہیں وہ از راہ کرم بہت جلد ادا فرما کر مشکور کریں زیادہ یاد دہانی کی تکلیف نہ دیں

ہندوستان کی خبریں

وائسرائے کا دورہ - ہز اکسلنسی وائسرائے معہ اپنی پارٹی کے ہفتہ کو دہلی پہنچے تھے۔ اور اتوار کی رات کو دہلی سے روانہ ہو گئے آپ نے دوران قیام میں نئے دار الحکومت اور زخمی سپاہیوں کا معائنہ کیا ہز اکسلنسی لیڈی چیمسفورڈ نے لیڈی ہارڈنگ میڈیکل کالج کا معائنہ فرمایا۔

گورنر مشرقی بنگال میں - ہز اکسلنسی لارڈ رانلڈشے اس وقت تک مشرقی بنگال کا دورہ کر رہے ہیں۔ اتوار کو آپ مرشد آباد تشریف لے گئے۔ جہاں نواب صاحب مرشد آباد نے آپ کا استقبال کیا۔ دوسرے روز آپ برہامپور تشریف لے گئے اور وہاں دربار منعقد ہوا۔

اصلاحی سکیم کے خلاف جلسہ - سہارنپور کے مسلمانوں کا ایک جلسہ دوشنبہ کو منعقد ہوا جس میں مسلم لیگ اور کانگریس کی اصلاحی سکیم کی مخالفت کی گئی اور اسے مسلمانوں کے حقوق کا کافی تحفظ نہ کرنے والی مضر اسکیم گردانا گیا اور مسلم لیگ کے مسلمانوں کا نمائندہ تسلیم نہ کرنے سے انکار کرتے ہوئے گورنمنٹ سے درخواست کی گئی کہ اگر اصلاحات عطا کیجائیں تو مسلمانوں کا خیال رکھا جائے۔ وفاداری کا بھی رزولیوشن پاس ہوا۔

جہانسی کی اسٹرائک ختم - جہانسی کے ہڑتالیوں سے گفتگو کرنے کی غرض سے جس سپرنٹنڈنٹ کے آنے کی خبر تھی وہ جہانسی پہنچ گیا اور ۲۷ - اگست کو ہڑتالیوں سے مل کر ان کے مطالبات کو منظور کر لیا۔ اور شکایات رفع کر دیں۔ ہڑتالی کام پر چلے گئے۔

ولائیتی ڈاک

مسٹر عبدالحمید کی بیوی کو طلاق - ۴ - اپریل کو مسٹر جسٹس نو۔ بمقام لندن مسز سن ڈرا بتی جین الزبلیتھ حمید کو طلاق مل گئی۔ مسز موصوفہ عبدالحمید کی زوجہ ہیں جو منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار کے صاحبزادہ ہیں اور ولایت بغرض حصول تعلیم قانون تشریف لے گئے تھے۔ لیڈی صاحبہ نے اجلاس میں بیان کیا کہ انکی شادی بمقام العزر ۱۸ - دسمبر ۱۹۱۲ء کو ہوئی تھی ایکدن نومبر ۱۹۱۵ء میں ان کے خاوند بلا اطلاع کہیں چلے گئے اور بعد میں معلوم ہوا کہ انھوں نے دوسری شادی کر لی تھی ۱۹۱۶ء میں انکو اسی اجلاس سے دو ماہ کی سزا ہو گئی

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام مشین پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا (۱۲۸)